جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے

بابا جی عنایت اللہ

الفاظ کی حرمت اور انکی پاسداری خالق کونین کا عطیہ ہے۔ الفاظ خیال کا لباس ہے۔ خیال کی دلہن کو انہی سے سجایا اور سنوارا جاتا ہے۔ دلنوازی کا پیغام انہی الفاظ سے انسانی قلب و روح تک پہنچایا جاتا ہے۔ خیر کی دنیا انہی سے تابندہ اور پائندہ ہوتی ہے۔ خیر اور شر، نیکی اور بدی کی پہچان الفاظ کے دم سے ہی قائم ہے۔ گلستان حیات کا حسن، الفاظ سے ہی جلوہ آرا ہوتا ہے۔ الفاظ جمال کی روشنی اور نوع انسانی کے روح کا خامہ ءدلنواز ہوتے ہیں۔ دلنوازی، دلسوزی اور دلربائی کے میخانے کا مست، مستی کے جام ہمہ دم اور دمادم جاری کرنے والا کسی صحراؤ بیاباں میں تنہائی کی چادر اوڑھے بیٹھا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ الفاظ کے میخانے میں مستی ءکردار کی ستار خاموش کسی صاحب اعجاز کی منتظر بیٹھی ہے کہ وہ آئے اور خوابیدہ ملت کو جگائے۔ وہ عظیم ملت بے بس، غمگین، اداس، پریشان حال اذیتوں سے لاچار، تڑپتی، سسکتی، دم توڑتی، دین محمدی ﷺ کی دوری کی سزا میں مبتلا کر دی گئی ہے، ملت جمہوریت، بادشاہت اور آمریت اور دین محمدی ﷺ کے نظریاتی تضاد کا شکار ہو چکی ہے۔ کاروان ملت کو حرم سے بدگماں کیا جا رہا ہے، پاکستان میں سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو نان کرسچن جمہوریت کے پنجرے میں بند، اسکے نظام حیات اور ضابطہ حیات کا قیدی بنا رکھا ہے۔ ملت ایک دردناک المیہ کی شکار ہو چکی ہے۔ وہ حیات و ممات کی کشمکش کی اذیتوں میں دم توڑے جا رہی ہے۔ جب دین محمدی ﷺ کا دامن ہی ہاتھ میں نہ ہو گا تو ملت کہاں سے تیار ہو گی۔ دین محمدی ﷺ کی سرفرازی اور بالادستی ہی ملت کی فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اس وقت ملت درد سے چور، سانس لینے پر مجبور، حیات و ممات کی کشمکش میں بیجان ہوئی پڑی ہے۔ اسکی حالت دگرگوں ہوتی جا رہی ہے، اسکی حیات جاوداں جمہوریت، بادشاہت آمریت کی نجات اور دین محمدی ﷺ کی اطاعت میں مضمر ہے۔ چشم ملت اس منظر کو دیکھنے کیلئے بڑی دیر سے منتظر کھڑی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ